Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 01, January - March 2026, **PP**: 220-228
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

سیرت طیبہ میں نیت واخلاص کا فکری و عملی مقام اور عصر حاضر میں مثالی معاشرے کی تشکیل

The Intellectual and Practical Position of Intention and Sincerity in the Seerah and the Formation of an Ideal Society in the Modern Era

1. Dr. Naeem Qaiser naeem.qaiser@skt.umt.edu.pk	*Assistant Professor,* *Department of Islamic Thought and Civilization,* *University of Management and Technology, Sialkot Campus.*
2. Ayesha Saeed saeedaysha998@gmail.com	*MPhil Scholar,* *Department of Islamic Studies, University of Sialkot.*

How to Cite: Dr. Naeem Qaiser and Ayesha Saeed. 2026: “The Intellectual and Practical Position of Intention and Sincerity in the Seerah and the Formation of an Ideal Society in the Modern Era”. Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (01): 220-228.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
03-03-2026	19-03-2026	31-03-2026

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

سیرت طیبہ میں نیت واخلاص کا فکری و عملی مقام اور عصر حاضر میں مثالی معاشرے کی تشکیل

The Intellectual and Practical Position of Intention and Sincerity in the Seerah and the Formation of an Ideal Society in the Modern Era

1. **Dr. Naeem Qaiser**
   Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Civilization,
   University of Management and Technology, Sialkot Campus.
   naeem.qaiser@skt.umt.edu.pk

2. **Ayesha Saeed**
   MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Sialkot.
   saeedaysha998@gmail.com

Abstract

The Seerah-e-Tayyeba represents a comprehensive intellectual and practical model of the life of the Prophet Muhammad (ﷺ), offering timeless guidance for humanity in every era. The concept of Seerah is not limited to historical narration or biographical description; rather, it constitutes a complete system of life that shapes human thought, moral conduct, and social organization. Within this framework, intention (niyyah) and sincerity (ikhlāṣ) hold a central position, as intention forms the inner foundation of human action, while sincerity represents its spiritual essence. This study employs a descriptive research methodology to examine the intellectual and practical dimensions of intention and sincerity in the Seerah-e-Tayyaba, drawing upon Qur'ānic verses, Prophetic traditions (Aḥādīth), and authentic sīrah literature. The life of the Prophet Muhammad (ﷺ) was entirely grounded in sincerity and the pursuit of divine pleasure. Major aspects of his mission, including the migration to Madinah, religious preaching, acts of worship, and struggle in the path of God, were free from personal or worldly motives, establishing his character as an eternal model of moral excellence. In the modern era, marked by materialism, self-interest, and superficial display, the principles of intention and sincerity acquire renewed significance. Their cultivation not only nurtures spiritual and ethical maturity at the individual level but also contributes to the formation of an ideal society based on justice, sacrifice, brotherhood, and equality. The study concludes that true success lies not in outward actions but in sincere intention and purposeful commitment.

Keywords: *Seerah, Intention, Niyyah, Sincerity, Ikhlāṣ, Islamic Ethics, Migration, Madinah, Social Reform, Modern Society.*

تمہید

سیرتِ طیبہ ﷺ محض تاریخی واقعات یا سوانحی بیانات کا مجموعہ نہیں بلکہ انسانی زندگی کے لیے ایک جامع فکری و عملی نظام کی حیثیت رکھتی ہے جو ہر دور میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس نظامِ حیات کی بنیاد ان باطنی اقدار پر قائم ہے جو انسان کے اعمال کو معنویت اور روحانیت عطا کرتی ہیں، جن میں نیت اور اخلاص کو مرکزی مقام حاصل ہے۔ نیت انسانی عمل کی داخلی اساس جبکہ اخلاص اس کی روحانی پاکیزگی اور اخلاقی صداقت کی علامت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی پوری زندگی ان ہی اصولوں کی عملی تفسیر ہے، جس میں ہر قول و فعل محض رضائے الٰہی کے لیے تھا۔ موجودہ دور کی مادہ پرستی اور ظاہری نمائش کے رجحانات کے تناظر میں ان اصولوں کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، کیونکہ یہی وہ بنیادیں ہیں جو فرد کی روحانی تربیت اور ایک صالح معاشرے کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

زیرِ نظر مقالہ میں نیت واخلاص کے فکری و عملی مقام کو سیرتِ طیبہ کے تناظر میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کے بعد مثالی معاشرے کی تشکیل میں ان امور کے کردار پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

نیت واخلاص: لغوی واصطلاحی مفاہیم

لغت کے اعتبار سے نیت کی تعریف درج ذیل ہے:

تدور على القصد ،قال ابن فارس رحمه الله نوى الامر ينويه اذا قصد له ، ومما يصحح هذه التاويل قولهم:نواه الله كانه قصده بالحفظ والحياطةقال:ياعمرواحسن ۔ نواک الله بالرشد۔ واقراء سلاما على الذلفاء بالثمد۔[1]

ابن فارس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "نوى الامر ينويه" "اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شخص کسی کام کا قصد اور ارادہ کرے۔ اسی معنی کی تائید اہلِ لغت کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ "نواه الله" "یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کا قصد فرمایا، گویا اس نے اس کی حفاظت اور نگرانی کا ارادہ کیا۔ وہ مزید کہتے ہیں: "يا عمرو احسن، نواک الله بالرشد" یعنی اے عمرو! اچھا برتاؤ کرو، اللہ تمہیں ہدایت و بھلائی کا قصد فرمائے۔ اور "اقرأ سلاماً على الذلفاء بالثمد" یعنی الذلفاء کو سلام پہنچاؤ جو چشمے کے پاس ہے۔

شرعی اصطلاح میں نیت کے تین معانی ہیں جو درج ذیل ہیں:

- هی عمل القلب كما عرفها ابن القيم رحمه الله او وجهة القلب ۔[2] یعنی نیت دل کا عمل ہے، جیسا کہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اس کی تعریف کی ہے، یا یہ دل کا رُخ اور اس کا قصد ہے۔
- قصدالانسان بقلبه ما يريده بفعله۔ کسی کا دل سے کسی کام کا ارادہ کرنا، جسے وہ اپنے فعل کے ذریعے پورا کرنا چاہے۔
- الارادة المتوجهة نحو الفعل ابتغاء لوجه الله تعالى وامتثالا لحكمه ۔ کہ وہ ارادہ جو کسی فعل کی طرف متوجہ ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اس کے حکم کی تعمیل کے لیے ہو۔

اخلاص کا معنی ہے چھانٹنا اور ملاوٹ سے پاک کرنا۔ شرعی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی عبادت کے ذریعے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا تقرب حاصل کرنے کی نیت کرے اور اس میں کسی اور دنیاوی مقصد کی ملاوٹ نہ کرے۔[3] دنیاوی مقاصد کئی ہو سکتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

- کسی سے اپنی تعریف سننے کی یا ملامت و مذمت سے بچنے کی خواہش ہو۔
- کسی کے دل میں اپنے لئے محبت کے جذبات پیدا کرنا مقصود ہو۔
- جاہ و منصب اور مال و دولت کو حاصل کرنے کا ارادہ ہو۔

یعنی عبادت اور عمل صالح کیلئے اصل محرک بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہو، اس کے حکم پر عمل کرکے اس کا قرب اور اس کی رضامندی کو حاصل کرنا ہو۔ اس کی مغفرت اور اجر و ثواب کی طلب ہو اور اس کے عذاب کا خوف اور ڈر ہو۔ بندے کے دل میں دنیاوی اغراض و مقاصد میں سے کچھ بھی نہ ہو۔[4] گویا کہ اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ انسان ہر نیک عمل اور ہر اچھے برتاؤ کو صرف اس لیے انجام دے کہ اس کا خالق و پروردگار اس سے راضی ہو جائے، اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور اسے اپنی ناراضگی اور عذاب سے محفوظ رکھے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے واضح فرمایا کہ تمام عبادات اور اخلاقی خوبیوں کی اصل روح اخلاصِ نیت ہے۔ اگر بظاہر بڑے سے بڑا نیک عمل بھی کیا جائے لیکن اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا نہ ہو، بلکہ اس کے پیچھے نام ونمود، ریاکاری اور دکھاوا ہو، تو ایسے عمل کی اللہ کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی اور نہ ہی اس پر اجر وثواب ملتا ہے۔ اسی لیے اہلِ علم نے لکھا ہے کہ اخلاص دل کی ایسی صفائی کا نام ہے جس میں بندہ ہر کام میں صرف اللہ کی خوشنودی کو مقصد بنائے، نہ لوگوں کی تعریف سے خوش ہو، اور نہ ملامت سے دلگیر۔ جو شخص اخلاص اختیار کر لیتا ہے اس کے اعمال کم ہونے کے باوجود قیمتی ہو جاتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ عمل کی کثرت نہیں، بلکہ نیت کی پاکیزگی کو دیکھتا ہے۔[5]

ریا اخلاص کی ضد ہے۔ جب کوئی عمل اللہ کی رضا کے بجائے لوگوں کو دکھانے، تعریف حاصل کرنے یا دنیاوی فائدہ سمیٹنے کے لیے کیا جائے، تو وہ عمل بظاہر کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو، روحانی اعتبار سے کھوکھلا ہو جاتا ہے۔ ریا انسان کے باطن کو آلودہ کرتی اور عمل کی قبولیت میں رکاوٹ بنتی ہے۔ عصرِ حاضر میں سوشل میڈیا کے رجحان نے ریا کے امکانات کو مزید بڑھا دیا ہے۔ اس لیے ایک باشعور مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دل کا مسلسل محاسبہ کرے، اور ہر عمل سے قبل یہ سوال کرے؟ کہ: آیا! یہ عمل اللہ کے لیے ہے، یا محض لوگوں کی نظر میں اچھا بننے کے لیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ [6]

مومنو! اپنے صدقات احسان جتا کر اور ایذا دے کر ضائع نہ کرو، اس شخص کی طرح جو لوگوں کو دکھانے کے لیے اپنا مال خرچ کرتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ریا نیکی کو باطل کر دیتی ہے، اور عمل کی روح کو ختم کر دیتی ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا:

وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا [7]

اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ، لوگوں کو دکھانے کے لیے، اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ منافقین کی قبیح صفات اور مکروہ علامات کے بارے میں آگاہ فرماتا ہے۔ نیز یہ کہ ان کا طریق اللہ کو فریب دینا ہے یعنی بظاہر وہ مومن ہیں مگر باطن میں کافر ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے دیں گے اور اللہ تعالیٰ کو ان کے کرتوتوں کا علم نہیں اور وہ ان کا دھوکا اپنے بندوں پر ظاہر نہیں کرے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ خود ان کو دھوکے میں مبتلا کر رہا ہے۔ ان کا مجرد یہ حال ہونا اور اس راستے پر گامزن رہنا ان کا اپنے آپ کو دھوکے میں مبتلا کرنا ہے۔ بھلا اس سے بڑا دھوکہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص پوری دوڑ دھوپ کرے۔ مگر اس کا ماحصل رسوائی، ذلت اور محرومی کے سوا کچھ نہ ہو۔ یہ چیز اس شخص کی کم عقلی پر دلالت کرتی ہے کہ وہ معصیت کا ارتکاب کرتا اور اسے نیکی خیال کرتا، اور اسے بڑی عقل مندی اور چال بازی سمجھتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تم پر سب سے زیادہ جس چیز کا خوف ہے وہ شرکِ اصغر ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا: شرکِ اصغر کیا ہے؟ فرمایا: ریا۔ اس سے پتہ چلا کہ جو شخص دکھاوے کے لیے عمل کرتا ہے، اللہ قیامت کے دن اس کا دکھاوا ظاہر کر دے گا۔[8]

ریاکاری انسان کی گفتگو اور بات چیت میں بھی ہو سکتی ہے اور عمل و فعل میں بھی۔ اس سے ریاکار کا مقصد غیر اللہ کو خوش کرنا ہوتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ لوگوں کو دکھا کر کوئی کام انجام دے اسے ریا کہتے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ اگر کسی نے نہ دیکھا تو خود لوگوں کو بتا دے کہ میں نے یہ کام کیا ہے۔ یہ دونوں ہی حرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی بہت مذمت

فرمائی اور اسے منافق کی علامت قرار دیا ہے۔ اس سے کوئی نیک عمل قبول نہیں ہوتا۔ روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاَثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ. [9]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

اخلاص ونیت کی اہمیت

نیت اسلام میں اس قدر بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ اعمال کی بنیاد ہی نیت پر رکھی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ لِكُلِّ امْرِىءٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ مَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ [10]

اعمال (کے ثواب) کا دارومدار نیّت پر ہے۔ ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیّت کی۔ پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہو، تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہوگی۔ جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو کہ اسے حاصل کرنا مقصود ہو یا کسی عورت کی طرف کہ اس سے نکاح کرنا چاہے تو وہ جس کی طرف ہجرت کرے گا اس کی ہجرت اسی طرف شمار ہوگی۔

اس اصول سے واضح ہوتا ہے کہ ایک ہی عمل مختلف نیتوں کے باعث اجر بھی بن سکتا ہے اور وبال بھی۔ نیت انسان کے عمل کو عبادت بنا دیتی ہے۔ ایک معمولی دنیاوی کام بھی اگر اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے تو وہ باعثِ اجر ہو جاتا ہے۔ ایک بظاہر عبادت بھی اگر غلط نیت سے ہو تو بے وزن ہو جاتی ہے۔ اسی طرح رسول پاک ﷺ کا فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنَّمَا يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ [11]

یقیناً اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کی طرف نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتے ہیں۔

اس حدیث سے چار باتیں سمجھ میں آئیں، جو درج ذیل ہیں:

- خوبصورت یا بدصورت ہونا بندے کے اپنے ہاتھ میں نہیں، بلکہ یہ اللہ کی مشیت کے مطابق ہوتا ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ عمل اچھے ہوں، تاکہ اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جاسکے۔
- اللہ کے ہاں مالدار اور بے زر برابر ہیں۔ مال دار کو محض دولت مند ہونے کی وجہ سے معافی نہیں مل سکتی اور نادار کو محض اس کی مفلسی کی بناء پر مجرم نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔
- مالدار ہونا بھی اللہ کی آزمائش ہے، اور مفلس ہونا دوسری طرح کی آزمائش۔ اگر مال دار شکر کرے تو اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے۔ اسی طرح نادار آدمی صبر کرے، تو اللہ کا پیارا ہے اور بے صبری کرے اور حرام کمائی کی کوشش کرے تو اللہ کے قرب سے محروم ہے۔
- انسان اگر نیکی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کی نیت اور خواہش ضرور رکھنی چاہیے، ایسی نیت پر بھی ثواب ملتا ہے۔

نیت کی اصلاح

اسلامی فکر میں نیت کو اعمال کی اساس اور ان کی معنویت کا بنیادی معیار قرار دیا گیا ہے۔ نیت کی اصلاح سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے تمام اقوال و افعال کو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا سے وابستہ کرے، اور ہر قسم کے دنیاوی مفادات، شہرت طلبی اور ریا سے محفوظ

رکھے۔ اسلامی اخلاقیات میں نیت کی درستگی نہ صرف فرد کی روحانی ترقی کا ذریعہ ہے بلکہ اجتماعی سطح پر اخلاقی توازن اور سماجی استحکام کا بھی اہم سبب ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اعمال کی اصل روح کو باطنی کیفیت سے جوڑا گیا ہے، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ظاہری عمل کی قدر و قیمت اس کے باطنی محرک پر موقوف ہے۔ نیت کی اصلاح انسان کے اندر اخلاص پیدا کرتی ہے اور یہی اخلاص اعمال کو قبولیت اور دوام عطا کرتا ہے۔ اس کے برعکس، نیت میں فساد ریا، نفاق اور خود نمائی جیسے اخلاقی امراض کو جنم دیتا ہے، جو فرد اور معاشرے دونوں کے لیے تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔ احادیثِ نبوی ﷺ میں نیت کی اصلاح کو دینی زندگی کی بنیاد قرار دیا گیا ہے، اور اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار نیت پر ہے۔ یہ تصور اسلامی شریعت میں ایک اصولی حیثیت رکھتا ہے جس کی بنیاد پر عبادات، معاملات اور اخلاقی رویّوں کی قدر و قیمت متعین ہوتی ہے۔ اسی اصول کے تحت فقہی احکام میں بھی نیت کو مرکزی مقام حاصل ہے۔

نیت کی اصلاح کا تقاضا یہ ہے کہ انسان مسلسل خود احتسابی کے عمل سے گزرے۔ ہر عمل سے قبل مقصد کی تعیین اور ہر عمل کے بعد نیت کا جائزہ اصلاحِ نیت کا مؤثر ذریعہ ہے۔ سیرتِ طیبہ ﷺ میں ہمیں اس کی عملی مثالیں ملتی ہیں، جہاں نبی کریم ﷺ نے خفیہ عبادات، سادہ طرزِ زندگی اور اخلاصِ عمل کے ذریعے امت کی فکری و اخلاقی تربیت فرمائی۔ صحابۂ کرامؓ کی زندگیوں میں بھی نیت کی اصلاح ایک نمایاں وصف کے طور پر جلوہ گر ہے۔ نیت کی اصلاح ایک مسلسل اور شعوری عمل ہے۔ یہ محض ایک لمحے کا کام نہیں۔ بلکہ پوری زندگی کا سفر ہے۔ نیت کی اصلاح کے لیے چند امور نہایت اہم ہیں:

- علم و شعور: اخلاص کی حقیقت کو جاننا اور ریا کے نقصانات سے آگاہ ہونا۔
- محاسبۂ نفس: ہر عمل سے پہلے اور بعد میں اپنے دل کا جائزہ لینا۔
- دعا: اللہ تعالیٰ سے اخلاص کی توفیق مانگنا، کیونکہ دلوں کا حال اسی کے ہاتھ میں ہے۔
- تنہائی کی عبادت: وہ اعمال جو صرف اللہ اور بندے کے درمیان ہوں، اخلاص کو مضبوط کرتے ہیں۔

اخلاص کے ثمرات

- اخلاص کے بے شمار روحانی، اخلاقی اور سماجی ثمرات ہیں جو درج ذیل ہیں:
- اخلاصِ نیت اعمال کی قبولیت کا بنیادی شرعی و اخلاقی معیار ہے۔
- اخلاص فرد کے فکری رویّے اور عملی کردار میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔
- خلوص پر مبنی عمل عبادات اور معاملات دونوں میں معنوی تاثیر کا حامل ہوتا ہے۔
- اخلاص ریا اور نفاق جیسے منفی رجحانات کے انسداد میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔
- اخلاص اعمال میں دوام، استقامت اور مقصدیت کو یقینی بناتا ہے۔
- مخلصانہ طرزِ عمل فرد کی اخلاقی ساکھ اور سماجی اعتماد میں اضافہ کرتا ہے۔
- اخلاص روحانی بالیدگی اور اخلاقی ارتقاء کا مؤثر ذریعہ ہے۔
- خلوصِ نیت دینی اعمال کو وقتی مفاد سے بلند کر کے ابدی کامیابی سے جوڑتا ہے۔
- اخلاص فرد اور معاشرے میں اخلاقی تطہیر کے عمل کو تقویت دیتا ہے۔
- تحقیقی تناظر میں اخلاص کو مقاصدِ شریعت اور اسلامی اخلاقیات کی اساس قرار دیا جاتا ہے۔

سیرتِ طیبہ کے نکات

سیرت نبوی ﷺ اخلاصِ نیت کے اُس اعلیٰ نمونے کو پیش کرتی ہے جس میں ہر قول و فعل کا مرکز صرف رضائے الٰہی ہے۔ دعوتِ اسلامی کے آغاز میں جب معاشرتی بائیکاٹ، طعن و تشنیع اور اذیتوں کا سلسلہ جاری تھا، تب بھی آپ ﷺ نے کسی مرحلے پر ذاتی مفاد، شہرت یا سیاسی غلبے کو اپنا مقصد نہیں بنایا۔ آپ ﷺ کی استقامت اس حقیقت کی غماز ہے کہ رسالت کا مشن کسی دنیاوی غرض سے وابستہ نہ تھا، بلکہ سراسر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے تھا۔[12]

عبادات میں بھی اخلاص کا یہی جوہر نمایاں نظر آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی طویل راتیں، خشوع و خضوع اور شکر گزاری بندگی کے خالص جذبے کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ عبادات محض ظاہر نہیں بلکہ باطن کی اصلاح اور بندے اور رب کے تعلق کو مضبوط بنانے کا ذریعہ تھیں۔ اسی بنا پر آپ ﷺ نے عمل کی قدر و قیمت کو نیت کے ساتھ وابستہ قرار دیا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ دین میں معیار "خلوص" ہے، نہ کہ صرف عمل کی کثرت یا نمود و نمائش۔ سیرتِ نبوی ﷺ اخلاص کا عملی نمونہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی اس بات کی گواہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہر قول و فعل میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھا۔ دعوت، عبادت، جہاد، معاملات اور معاشرت، ہر شعبۂ زندگی میں اخلاص نمایاں نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ نے کبھی شہرت، اقتدار یا دنیاوی مفاد کو مقصد نہیں بنایا، بلکہ ہر تکلیف اور آزمائش کو خندہ پیشانی سے قبول کیا کیونکہ مقصد صرف رضائے الٰہی تھا۔

سیرتِ طیبہ اور اخلاص کا تعلق

سیرتِ طیبہ کا مطالعہ دراصل اخلاص کی تربیت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے عمل سے یہ سبق دیا کہ حق کی راہ میں کامیابی کا راز ظاہری وسائل نہیں، بلکہ خالص نیت میں پوشیدہ ہے۔ مکہ کے دورِ ابتلا ہو یا مدینہ کی ریاست، ہر مرحلے میں اخلاص ہی کامیابی کی بنیاد بنا۔ عبادات کا اصل جوہر اخلاص ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر عبادات اس وقت تک روحانی اثر نہیں رکھتیں جب تک ان میں خلوصِ نیت شامل نہ ہو۔ عبادت اگر محض رسم بن جائے تو اس کی روح ختم ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی عبادات میں اخلاص اس قدر نمایاں تھا کہ آپ ﷺ تنہائی میں بھی اسی خشوع و خضوع کے ساتھ عبادت فرماتے، جیسے لوگوں کے درمیان۔ یہ طرزِ عمل ہر مسلمان کے لیے ایک روشن مثال ہے۔ سیرت طیبہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زندگی اخلاص اور نیت کی کامل عملی تصویر پیش کرتی ہے جو ہر مسلمان کے لئے رہنما ہے۔ نبی ﷺ نے ہر عمل صرف اللہ کی رضا کے لئے کیا، چاہے وہ عبادت ہو یا معاشرتی خدمات۔ ارشاد ہے:

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ [13]

اور انہیں حکم نہیں دیا گیا مگر یہ کہ اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص رکھتے ہوئے۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ عبادت کی اصل روح اخلاص ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا:

إنما الأعمال بالنيات، وإنما لكل امرئ ما نوى [14]

یقیناً اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جس کی وہ نیت کرے۔

سیرت طیبہ میں نبی ﷺ کی نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور دیگر عبادات میں یہ خالص نیت نمایاں ہے، اور ان کے اخلاقی رویوں میں بھی ریا اور دکھاوے کا کوئی عنصر نہیں تھا۔ اس عملی نمونے سے یہ سبق ملتا ہے کہ حقیقی کامیابی اور روحانی ترقی صرف اسی وقت ممکن ہے جب اعمال میں اخلاص شامل ہو۔ اس طرح، قرآن و حدیث کی روشنی میں سیرت طیبہ اور اخلاص کا تعلق نہ صرف نظریاتی بلکہ عملی طور پر بھی ہر مسلمان کے لئے مثالی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

عصرِ حاضر میں مثالی معاشرے کی تشکیل میں نیت واخلاص کا کردار

عصرِ حاضر میں نیت اور اخلاص کا موضوع اخلاقی و سماجی لحاظ سے غیر معمولی اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ مادیت، مسابقت اور ظاہری دکھاوے نے انسانی رویّوں کو گہرائی سے متاثر کیا ہے، یہاں تک کہ اچھے اعمال بھی بعض اوقات ریا اور خود نمائی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اخلاصِ نیت نہ صرف عبادات کی روح ہے۔ بلکہ فرد اور معاشرے کی اصلاح کے لیے بھی بنیادی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ عصر حاضر میں یہ سوال زیادہ اہم ہو گیا ہے کہ انسان کسی بھی عمل کو کس نیت سے انجام دیتا ہے؟ اور اس کا اصل مقصد کیا ہے؟ تحقیقی طور پر اس موضوع کا جائزہ معیاری اور تجزیاتی اسلوب میں لیا گیا ہے جس میں نیت اور اخلاص کے اخلاقی، روحانی اور سماجی اثرات کو موضوعاتی انداز میں سمجھنے کی کوشش کی گئی۔ جب نیت خالص ہوتی ہے، تو عمل میں پائیداری، سنجیدگی اور ذمہ داری پیدا ہوتی ہے، جبکہ ریاکاری عمل کو کھوکھلا بنا دیتی ہے۔ مخلص انسان اپنی کامیابی کو خدا کی امانت سمجھتا ہے، اور ناکامی میں بھی صبر و وقار برقرار رکھتا ہے۔

ڈیجیٹل اور سوشل میڈیا کے دور میں نیت کا امتحان مزید سخت ہو گیا ہے۔ نیکی کی تشہیر بسا اوقات ذاتی تشہیر میں بدل جاتی ہے۔ ایسے ماحول میں خود احتسابی ناگزیر ہو جاتی ہے، اور انسان کو بار بار یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے، کس کے لیے کر رہا ہے۔ اسی طرح قیادت، تعلیم، رفاہ عامہ اور خاندانی زندگی میں اخلاص اعتماد، دیانت اور انصاف کو جنم دیتا ہے۔ مخلص قیادت اداروں کی ساکھ مضبوط کرتی ہے اور مخلص اساتذہ علم کو ذمہ داری کے ساتھ منتقل کرتے ہیں۔

اخلاص کا حصول محض نعرہ نہیں، بلکہ مسلسل تربیت اور مجاہدہ چاہتا ہے۔ دل کی نگرانی، دعا، ذکر، اور نیک لوگوں کی صحبت نیت کو درست رکھنے میں مدد دیتی ہے۔ جب انسان اپنے ہر عمل کو رضائے الٰہی سے جوڑ دیتا ہے تو وہ نہ تعریف کا محتاج رہتا ہے، اور نہ تنقید سے ٹوٹتا ہے۔ یہی کیفیت فرد کو باوقار اور متوازن بناتی ہے اور معاشرے میں اعتماد اور سکون کو فروغ دیتی ہے۔ آج کا انسان تیز رفتار زندگی، مقابلہ بازی اور ظاہری کامیابی کے دباؤ میں نیت و اخلاص کو نظر انداز کر بیٹھتا ہے۔ ایسے ماحول میں اخلاص کی حفاظت ایک چیلنج ہے، مگر ناممکن نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی ترجیحات کا از سرِ نو جائزہ لیں اور اپنی زندگی کا محور اللہ کی رضا کو بنائیں۔ تعلیم، ملازمت، تحقیق، دعوت، سماجی خدمات، ہر شعبے میں اگر نیت خالص ہو تو یہی اعمال فرد اور معاشرے دونوں کی اصلاح کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

نتائج بحث

مذکورہ مقالہ سے جو نتائج اخذ ہوئے، وہ درج ذیل ہیں:

- اخلاصِ نیت اعمال کی قبولیت کی بنیادی شرط ہے۔ نیت خالص نہ ہو تو عمل کا روحانی اثر کم ہو جاتا ہے۔ ریا اور دکھاوا ایمان کی کمزوری اور روحانی زوال کا باعث بنتا ہے۔
- سیرتِ طیبہ میں اخلاص کا ایسا جامع نمونہ موجود ہے جو انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں کی رہنمائی کرتا ہے۔
- نیت کی اصلاح صرف عبادات میں نہیں بلکہ معاملات، معاشرتی رویّوں اور علمی سرگرمیوں میں بھی ناگزیر ہے۔ فرد کی باطنی اصلاح کے بغیر عملی اصلاح دیرپا ثابت نہیں ہوتی۔ اخلاص ہی حقیقی تبدیلی کی بنیاد ہے۔
- عصرِ حاضر میں شہرت پسندی، مادہ پرستی اور سوشل میڈیا کلچر نے اخلاص کو شدید متاثر کیا ہے، جس سے اخلاقی و سماجی بگاڑ پیدا ہو رہا ہے۔

- اخلاص انسان کے کردار میں استقامت، ذمہ داری اور بے لوث خدمت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔
- ریاکاری سے حسد، مقابلہ بازی اور دلوں میں دوریاں جنم لیتی ہیں، جو معاشرتی ہم آہنگی کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ وہ معاشرے جو اخلاص پر قائم ہوں، وہاں عدل، اعتماد اور اجتماعی تعاون مضبوط ہوتا ہے۔

سفارشات

- تعلیمی و تربیتی اداروں میں نیت و اخلاص پر مستقل فکری و عملی تربیتی پروگرام ترتیب دیے جائیں۔
- گھریلو ماحول میں بچوں کو کم عمری سے اس بات کی عادت ڈالی جائے کہ ہر نیک کام اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے۔
- مساجد اور دینی مراکز میں خطبات و دروس کے ذریعے اخلاصِ نیت کو مرکزی موضوع کے طور پر اجاگر کیا جائے۔
- سوشل میڈیا اور عوامی سرگرمیوں میں دکھاوے کی حوصلہ شکنی اور سادگی و خدمت کے کلچر کو فروغ دیا جائے۔
- اساتذہ، علما اور سماجی رہنما عملی نمونہ بن کر اخلاص کی اہمیت واضح کریں۔

References

1 Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram, *Lisān al-ʿArab* (Beirut: Dār Ṣādir, 1995), 14:344.

2 Ibn al-Qayyim, Muḥammad ibn Abī Bakr, *Badāʾiʿ al-Fawāʾid* (Riyadh: Dār ʿĀlam al-Fawāʾid, n.d.), 291

3 Ḥāfiẓ Anas Naẓar, Dr., *Iṣlāḥ al-Muʿāsharah* (Lahore: Markaz al-Nūr, December, 2023), 19.

4 Ḥāfiẓ Muḥammad Isḥāq Zāhid, Dr., *Zād al-Khaṭīb* (Lahore: Markaz al-Falāḥ al-Khayrī, 2016), 49.

5 Mujīb al-Raḥmān Shāmī, *"Ikhlāṣ kī Ḥaqīqat aur Riyākārī kī Naḥūsat,"* Roznāmah Pakistan, November 17, 2023.

6 Al Qur'ān 2:264.

7 Al Qur'ān 4:142.

8 Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī, *Bulūgh al-Marām min Adillat al-Aḥkām* (Riyadh: Dār al-Salām, 1996), Kitāb al-Jāmiʿ, Bāb al-Rahb min Masāwīʾ al-Akhlāq, ḥadīth no. 1281.

9 al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* (Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1977), Kitāb al-Īmān, Bāb ʿAlāmat al-Munāfiq, ḥadīth no. 33.

10 Ibid., Kitāb al-Īmān, Bāb Mā Jāʾa anna al-Aʿmāl bi al-Niyyah, Ḥadīth No. 54.

11 Ibid., Kitāb al-Zuhd, Bāb al-Qanāʿah, Ḥadīth No. 4143.

12 Al Qur'ān 98:5.

13 Al Qur'ān 98:5.

14 al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ,* Kitāb al-Īmān, Bāb ʿAlāmat al-Munāfiq, Ḥadīth No. 33.